(ب) کرونا وائرس کے پاکستان کی معیشت پر اثرات

(ج) سوشل میڈیا کا فروغ اور فرد کی تنہائی

(د) وبائی امراض کی صورت میں ریاست اور عوام کی ذمہ داریاں

سوال نمبر2: درج ذیل اقتباس کی تلخیص کیجیے۔ جو اصل عبارت کے ایک تہائی سے زیادہ نہ ہو، تلخیص کا عنوان بھی دیجیے۔ اور فقط ایک عنوان دیجیے۔

ملت نہ جغرافیائی چیز ہے اور نہ نسلی یا لسانی۔ ملت دلوں کی یک رنگی اور ہم آہنگی سے پیدا ہوتی ہے اور یہ بات توحید ہی کی برکت سے ظاہر ہوتی ہے۔ ملت اسے کہتے ہیں جس میں خیر و شر اور خوب و زشت کا معیار یکساں ہو۔ یہ اتحاد خدائے واحد ہی کی بخشی ہوئی بصیرت کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ ورنہ ہر شخص خود اپنے لئے معیار بن جائے اور انسانی وحدت کا شیرازہ بکھر جائے۔ بعض ملتوں نے اپنی تقدیر کو وطن کے ساتھ وابستہ کر رکھا ہے۔ بعض نے اتحاد ملت کی تعمیر نسل و نسب کی بنیادوں پر قائم کی ہے لیکن وطن پرستی خدا پرستی نہیں، وہ ایک خطہ ارضی کی پرستش ہے۔ اسی طرح نسب کا مدار جسمانی توارث پر ہے لیکن انسان کی ماہیت جسم نہیں بلکہ روح ہے۔ ملتِ اسلامیہ کی اساس نفسی ہے۔ یہ ایک غیر مرئی رشتہ ہے۔ جس طرح تجاذب انجم کے تار کسی کو نظر نہیں آتے مگر وہی نظام انجم کے قوام ہیں۔ اس قسم کی وحدت نفسی توحید پرستوں کے سوا کہیں اور نظر نہیں آتی۔

سوال نمبر3: درج ذیل جملوں کو اس طرح درست کیجیے کہ جملے کی بنیادی ساخت مسخ نہ ہو۔

(الف) بڑھاپے میں یاداشت کمزور ہو جاتی ہے۔

(ب) بزرگوں کی باتوں کا بُرا نہیں منانا چاہیے۔

(ج) وہ عورت بڑی لڑاکو ہے۔

(د) میں آپ کی خیریت نیک مطلوب چاہتا ہوں۔

(ہ) تابعدار شاگرد ہمیشہ استاد کی عزت کرتا ہے۔

(و) انسان کا چاند پر پہنچنا حیرانگی کی بات تھی۔

(ز) براہِ مہربانی کر کے وقت پر تشریف لے آیئے۔

(ح) پیاز کس بھاؤ بک رہا ہے۔

(ط) وقت پر آنا مبادا گاڑی نہ نکل جائے۔

(ی) ہمیں کلام اقبال سے استفادہ حاصل کرنا چاہیے۔

تلخیص:

عنوان: ملت کی بنیاد نفسی توحید ہے

ملت اللہ کی طرف سے انسانوں کے لیے ایک ایسا اتحاد کی تحفہ ہے جس کی اساس نفس پر رکھی گئی ہے جس میں اچھے اور برے کا معیار یکساں ہے۔ لیکن بعض لوگوں نے ملت کو وطن سے منسلک کر دیا ہے جبکہ اصل میں ملت نفسی توحید کا نام ہے جس میں جسم اور وطن وغیرہ کا کوئی تعلق نظر نہیں آتا۔

تشریح:

دل میں ہر قطرہ ہے ساز انا البحر
ہم اس کے ہیں ہمارا پوچھنا کیا

مفہوم:

مجھ سے میرا مت پوچھو کیونکہ میرے دل اور جسم میں بہنے والے خون کا ایک ایک قطرہ اس بات کی پہچان کرواتا ہے کہ میں اپنے محبوب کا ہی ہوں

تشریح:

شاعر اس شعر میں اپنے محبوب سے اپنی واقفیت
کی پہچان کرواتے ہوئے کہتا ہے کہ اے لوگو!
مجھ سے میرا مت پوچھو کہ میں کیسا ہوں کیونکہ
میرا حال میرے دل میں بسنے والے محبوب
سے بہتر کوئی بھی نہیں جانتا اور نہ ہی میں اس
قابل ہوں کہ تم لوگوں میں اپنی کیفیت بتا
سکوں۔ میرے سینے میں جو دل دھڑکتا ہے وہ
صرف اپنے محبوب کے نام سے ہی دھڑک رہا
ہے اور جو خون اس میں بہہ رہا ہے وہ چیخ
چیخ کے اس بات کو بیان کر رہا ہے کہ یہ خون
اور دل صرف اسی کے محبوب کے ہیں میرا تو کچھ نہیں
ہیں۔ میں تو اپنے محبوب سے ہی جانا جاتا
ہوں۔ تو مجھ سے نہ پوچھو کہ میں کون ہوں میرے
دل میں اپنے محبوب کے لیے جو محبت ہے وہ خود
ہی مجھے بتا دے گی کہ میں کون ہوں اور کس
کا ہوں اور میرا تعلق کس سے ہے۔
شاعر اپنے دلی حال کے بارے میں جگر مرادآبادی
کا شعر بول کر بتاتا ہے

نہ غرض کسی سے نہ واسطہ مجھے کام اپنے ہی کام سے
ترے ذکر سے تری فکر سے تری یاد سے ترے نام سے

شاعر کہتا ہے کہ مجھے کسی سے کوئی واسطہ تعلق نہیں ہے
اور نہ ہی مجھے اپنے کام کرنے کا خوش ہے میں
تو صرف اپنے محبوب کے بارے میں ہی سوچتا
رہتا ہوں۔ کبھی دوسروں سے اس کا ذکر کرتا
رہتا ہوں کبھی اپنے محبوب کے فکر میں ہی میرا
دل مگار رہتا ہے کبھی اسکی یاد میں میرا دن
کا دل اک طرح تڑپتا رہتا ہے اور تو اور میری
زبان ہر وقت اسی کا ہی نام لیتی رہتی ہے۔
مجھے اپنے محبوب کی یاد اور اسکی کے بارے میں
ہی سوچنا اچھا لگتا ہے۔ میرے جسم کا ایک ایک حصہ
صرف میرے محبوب کا ہے جو ہر وقت اسی کے لیے
ہی تڑپتا رہتا ہے لیکن میرا محبوب میرے اوپر
کوئی توجہ نہیں دیتا۔
مرزا غالب بیان کرتے ہیں

دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے
آخر اس درد کی دوا کیا ہے

شاعر اس شعر میں اپنے دل پہ گزری ہوئی
کیفیت کے بارے میں بتاتا ہے کہ اے میرے دل
تمھے کیا ہو گیا ہے کیوں تمھے محبوب کے علاوہ

کچھ نظر نہیں آتا۔ تمہارے پاس اور کوئی کام نہیں
ہیں کرنے کو اپنے آپ تو لوگ میری حالت دیکھ
کر ہی اندازہ لگا لیتے ہیں کہ ماجرا کیا ہے۔ لیکن
تیرے محبوب کو تیری تڑپ نظر ہی نہیں آتی
تو بتا تو کیسے اس محبوب نامی درد سے اپنے آپ
کو بچا پائے گا۔ تجھے کون سی دوا دوں کہ تو محبوب کی
یاد سے نکل آئے۔ تڑپنا چھوڑ دے۔ تیری تڑپ
دیکھ کر لوگ میرے محبوب کو پہچانے لگے ہیں
تیری پہچان اب لوگ میرے محبوب سے کرتے ہیں
کیوں تو میرے محبوب کو دنیا والوں کی نظروں میں
لانا چاہتا ہے۔ تو بتا کہ کون سی دوا سے تو ٹھیک
ہوگا کیونکہ میں تیری وجہ سے اپنے محبوب کو دنیا
کی نظروں سے بچا کے رکھنا چاہتا ہوں

کیا ستم ہے کہ وہ ظالم بھی ہے محبوب بھی ہے
یاد کرتے نہ بنے اور بھلائے نہ بنے
(کلیم عاجز)